حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ

اور

تحریک پاکستان

حقائق کی روشنی میں

از افادات

ساجد خان نقشبندی

ترتیب

محمد عباس عباسی ایڈووکیٹ

نام رسالہ	حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور تحریک پاکستان حقائق کی روشنی میں
مصنف	ساجد خان نقشبندی
ترتیب	محمد عباس عباسی (ایڈووکیٹ)
اشاعت	یکم جولائی 2011ء
قیمت	20 روپے
رابطہ	E-mail: maabbasi1@yahoo.com , msrana77@yahoo.com

اہتمام

شہزاد علی ڈھلوں ایڈووکیٹ، عابد غفار خان کاکڑ ایڈووکیٹ

ظفر رشید باجوہ ایڈووکیٹ، منظور احمد مغل ایڈووکیٹ، زبیر احمد ... ایڈووکیٹ

عبدالرحمٰن، فیصل چیمہ ایڈووکیٹ

عرضِ ناشر

ہمارے ہاں ایک بات تسلسل کے ساتھ کہی جارہی ہے کہ علمائے دیوبند نے تحریکِ پاکستان کی مخالفت کی تھی اور وہ قیامِ پاکستان کے مخالف تھے یہ تاثر ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عام کیا جارہا ہے۔ اور اس کے پیچھے ایک مقصد کارفرما ہے اس سلسلے میں مکالات اور مضامین کی اشاعت ہو رہی ہے یہ بات خلافِ واقع ہے کہ سب علماءِ دیوبند نے تحریکِ پاکستان کی مخالفت کی تھی۔

یہ درست ہے کہ علمائے کرام کی ایک بڑی جماعت نے قیامِ پاکستان سے اختلافِ رائے کا اظہار کیا تھا ہم اس سے انکار نہیں کرتے اور اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ تحریکِ پاکستان کی مخالفت کرنے والے علماء کرام نے قیامِ پاکستان کی صورت میں جن خدشات اور خطرات کا اظہار کیا تھا پاکستان بننے کے بعد کا چونسٹھ سالہ دور اس کی تصدیق کرتا ہے یا ان کو رد کرتا ہے؟

یہ بھی ایک حقیقت

ہے کہ علمائے دیوبند کے ہی ایک بڑے طبقے نے قیامِ پاکستان کی جدوجہد کا ساتھ دیا اور ان کے سرخیل حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ الٰہی ہیں۔ جن کے بارے میں قائدِ اعظم کا یہ مقولہ تحریک کے ریکارڈ میں موجود ہے کہ "ہمارے ساتھ ایک اتنے بڑے عالم ہیں جن کا علم ہندوستان کے تمام علماء کے علم پر بھاری ہے"

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی روایت پر اور حضرت علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کی قیادت میں علماء کرام کی ایک بڑی تعداد تحریکِ پاکستان میں عملاً شریک ہوئی ان میں مولانا اطہر علیؒ، علامہ ظفر احمد عثمانیؒ، مولانا غلام مرشدؒ، مولانا راغب احسنؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ اور دوسرے بہت سے علماء کرام تھے جنھوں نے تحریکِ پاکستان کا نظریاتی تشخص اجاگر کیا۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ تحریکِ پاکستان کا نظریاتی اور اسلامی تشخص انہی علماء کرام کی وجہ سے اجاگر ہوا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ قیامِ پاکستان کے وقت کراچی میں علامہ شبیر احمد عثمانیؒ اور ڈھاکہ میں مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کے ہاتھوں قومی پرچم لہرانے کا تاریخی واقعہ دراصل ان دو بزرگوں کے اس کردار اور جدوجہد کا عملی اعتراف تھا جو انہوں نے قیامِ پاکستان میں کی تھی۔

اگر حقائق سے اعراض نہ برتا جائے تو آج بھی تاریخ ہمیں ایسا مواد فراہم کرسکتی ہے جس میں بعض ایسے مکاتبِ فکر کے بانی رہنماؤں کے قائدِ اعظم محمد علی جناح، علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خان اور مسلم لیگ کے دیگر رہنماؤں کے خلاف کفر کے فتاویٰ موجود ہیں جو مکاتبِ فکر آج اپنے آپ کو تحریکِ پاکستان کا بہت بڑا علمبردار کہلواتے ہیں جن کے بڑوں نے مسلم لیگ کی قیادتِ عظمیٰ کو مجرم گردانا آج ان کے چھوٹے انہیں تحریکِ پاکستان کا ہیرو قرار دیتے ہیں۔ اس مکتبِ فکر کے بڑوں کے نظریات اور فتاویٰ جات جو فرنگی استعمار کی ہمہ پہلو یلغار کے ساتھ ساتھ حصولِ پاکستان کی راہ میں وقتاً فوقتاً روڑے اٹکانے کی بے سود کوشش کرتے رہے ہیں جس کو ساجد خان نقشبندی نے اس کتاب میں اکٹھا کرکے اس مکتبِ فکر کے بڑوں کے چہروں کی اصل حقیقت کو بے نقاب کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم اور عمل میں برکت عطا فرمائے اور اللہ رب العزت اس کتاب کو نافع بنائے۔

ہم اُن تمام ساتھیوں کا بھی شکر گزار ہیں جنھوں نے ہمارا بھرپور ساتھ دیا

والسلام

محمد عباس عباسی ایڈووکیٹ ڈسکہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر لگائے جانے والے الزامات کا جائزہ

ربیع الاول 1432ھ / فروری 2011ء میں ڈسکہ (پنجاب) سے ایک المیلاد سال نامہ شائع ہوا ہے جو بریلوی مسلک کے زیر نگرانی نکلتا ہے، اس میں اس کے موضوع یعنی میلاد النبی سے ہٹ کر "مولوی حسین احمد مدنی اور تحریک پاکستان" کے عنوان سے جناب زین العابدین ڈیروی بریلوی کا ایک مضمون ہے، جو صفحہ ۴۸ سے صفحہ ۵۵ تک سات صفحات میں نہایت پر فریب، کذب بیانی کے ساتھ شائع ہوا ہے، جس میں کوئی بات باحوالہ تحریر نہیں کی گئی، دوسرے اس مضمون کا سرنامہ ہی غلط ہے، کیوں کہ حضرت شیخ الاسلام علیہ الرحمۃ کا تحریک پاکستان سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ جب ایک شخص کا تحریک پاکستان سے تعلق ہی نہ ہوتو اسے اس معاملے میں خواہ مخواہ کھینچ لانا انصاف کا تقاضہ نہیں ہے۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی مجاہدانہ زندگی میں تحریک آزادی کی جدوجہد شامل ہے۔ اگر تقابل دینا ہی تھا تو اہلسنت کے ان اکابر کا دیتے جنہوں نے تحریک پاکستان میں حصہ لیا۔ اور ان کے اخلاص میں کوئی شک نہیں۔

(۱) جناب زین العابدین ڈیروی اپنے مضمون کے چوتھے صفحے پر شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر اپنی طرف سے پہلی فرد جرم یہ عائد کی کہ۔

''حضرت صاحب نے پہلا شاندار کارنامہ تو یہ سرانجام دیا کہ کروڑوں مسلمانوں کی دلوں کی دھڑکن اور محبوب شخصیت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ کے خلاف الشہاب ثاقب نامی ایک کتاب لکھی، جس میں انہیں سینکڑوں گالیوں سے نوازنے کے علاوہ نعوذ باللہ دجال اور اسلام دشمن ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی۔ وجہ یہ تھی کہ فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ نے مولوی صاحب کے اکابرین کی بعض عبارتوں پر شرعی نقطۂ نظر سے نکتہ چینی کی، مسٹر گاندھی، نہرو پٹیل و دیگر مشرکین ہند سے موالات اور ایک قومی نظریہ کی شدید مخالفت کی تھی''۔

بہت خوب ڈیروی صاحب! گویا

''بلی تھیلی سے باہر آ گئی''

حقیقت یہ ہے کہ آپ کو مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے اصل اختلاف اس بات پر نہیں کہ انہوں نے کانگریس سے اتحاد کیا، بلکہ آپ کو اصل تکلیف یہ ہے کہ انہوں نے ''الشہاب الثاقب'' میں آپ کے فاضل بریلوی کے اس دجل وفریب کو آشکارا کر دیا جو انہوں نے حسام الحرمین کی صورت میں انجام دیا تھا۔ آپ کہتے ہیں کہ احمد رضا خان صاحب نے علمائے اہلسنت کی بعض عبارات پر شرعی گرفت کی تھی، جبکہ آپ کے مسلک کے قاضی عبدالنبی صاحب کو کب تو کہتے ہیں کہ۔

"زیادہ سے زیادہ بات مولانا کے خلاف یہ کہی جاسکتی ہے کہ انہوں نے علمائے دیوبند سے اظہار اختلاف کیلئے نہایت سخت اور تلخ لہجہ اختیار کیا تھا انہوں نے مدرسہ دیوبند کے جید اساطین علم کی بعض عبارات کو کفریہ قرار دیا اور اس فتوے میں انہوں نے اس "شرعی احتیاط" اور مراعات کو قطعاً ملحوظ نہ رکھا جو ایسے نازک موقع پر ملحوظ رکھنی ناگزیر ہوتی ہے"۔

(مقدمہ مقالات یوم رضا: ص ۲۰، مطبوعہ دار المصنفین لاہور)

کہئے جناب آپ تو کہتے ہیں کہ شرعی گرفت کی، جبکہ قاضی صاحب کا موقف ہے کہ احمد رضا خان صاحب نے اس معاملے میں شرعی احتیاط کو بالکل ملحوظ خاطر نہ رکھا۔

جہاں تک آپ کا یہ گلہ ہے کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے رضا خان صاحب کو گالیاں دی ہیں تو آنجناب کے علم میں ہونا چاہئے کہ "الشہاب الثاقب" آپ کے احمد رضا خان صاحب کی تین شر انگیز کتابوں (حسام الحرمین، تمہید ایمان، خلاصہ فوائد فتاوی) کے جواب میں لکھی گئی ہے، جس میں علمائے دیوبند کو سات سو سے زائد گالیاں دی گئی ہیں۔ہم ان میں سے صرف ایک کتاب "خلاصہ فوائد فتاوی" کے پہلے صفحے پر موجود گالیوں کو بطور نمونہ نقل کر رہے ہیں،

۔ملاحظہ ہو،

(۱) بدعت کفریہ والے (۲) اشقیاء سب کے سب (۳) مرتد (۴) امت اسلام سے خارج (۵) بے دینی و بدمذہبی کے خبیث سردار (۶) ہر خبیث، مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر (۷) فاجر (۸) سب کافروں سے کمینہ تر کافر (۹) ملحد (۱۰) کذاب (۱۱) بددین (۱۲) متکبر (۱۳) خارجی (۱۴) دوزخ کے کتے (۱۵) شیطان کے گروہ (۱۶) دین کے دشمن (۱۷) ظالم (۱۸) مفتری (۱۹) ان کی کہاوت کتے کی طرح ہے (۲۰) توبہ سے محروم۔

یہ چند مغلظات ہیں جو صرف پہلے صفحے پر موجود ہیں، پس اگر اکابر اہلسنت کو دیجانے والی ان فحش مغلظات کے جواب میں مولانا مدنی" نے رضا خان صاحب کو دجال یا کذاب کہہ دیا تو آپ کو ناراض نہیں ہونا چاہئے اس لئے کہ حدیث نبوی ﷺ ہے کہ ایک دوسرے کو جو برا بھلا کہتے ہیں تو اس کا گناہ ابتداء کرنے والے پر ہے، تاآں کہ جواب دینے والا حد سے نہ بڑھ جائے۔

(۴) ڈیروی صاحب نے یہ جھوٹ بھی بولا کہ احمد رضا خان صاحب نے انگریز یا ہندو دونوں میں سے کسی ایک کا تقابل کر کے کسی ایک کی غلامی کرنے کی مخالفت کی بلکہ کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بنفس نفیس غزوات میں شرکت فرما کر ہمارے لئے یہ نمونہ چھوڑا کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دینا چاہئے۔جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کے احمد رضا خان صاحب تو ساری زندگی انگریز سے جہاد کو حرام بتلاتے رہے۔ ان کی وفات کے بعد بھی کافی عرصے تک ہندوستان کے اخبار انگریز کے حق میں احمد رضا خان صاحب کے دیئے جانے والے فتوے شائع کرتے رہے چنانچہ جس فتوے کو آپ نے احمد رضا خان صاحب کے دوقومی نظریے کے بانی ہونے کی حیثیت سے پیش کیا اسی فتوے میں وہ

لکھتے ہیں کہ۔

"ایسی جگہ مسلمانوں پر جہاد فرض بتانے والا شریعت پر مفتری اور مسلمانوں کا بدخواہ ہے"۔ (رسائل رضویہ: ج ۲، ص ۱۱۰)

بلکہ احمد رضا خان صاحب کے بیٹے مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب نے تو باقاعدہ ایک رسالہ "طرق الھدی والارشاد" اسی موضوع پر لکھا کہ انگریز سے جہاد "حرام، حرام، حرام" ہے شاید ڈیروی صاحب کے ہاں اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کا مفہوم یہی ہو کہ سرے سے پتھر کو ہی حرام حرام حرام کہہ کر تین طلاق دے دیجائیں۔۔

(۳) ڈیروی صاحب نے یہ بھی الزام لگایا کہ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مسٹر جناح کو رافضی کہہ کر برا بھلا کہتے تھے مگر اس سلسلے میں انہوں نے کوئی حوالہ پیش کرنے کی زحمت گوارا نہ کی حالانکہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ جب ایک بار کسی جلسے میں بعض حضرات نے مسٹر جناح کے بارے میں سخت الفاظ کہے تو حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ۔

"میں نہیں سمجھتا کہ جو شخص ہم سے جدا ہو چکا ہے اور اب وہ ہمارے درمیان موجود نہیں اس کی برائی سے کیا مقصد؟ اور اس کا کیا نفع ہوگا؟"۔ (ماہنامہ بینات، کراچی، رجب ۱۴۰۷ھ)

خود ڈیروی صاحب کے اکابر کے ہاں مسٹر جناح ایک رافضی تھے اور ان کا رافضی ہونا ہی ان کے کفر کی ایک مستقل وجہ تھی۔ ملاحظہ ہو۔

"جو مسلمان ایک رافضی محمد علی جناح کو قائد اعظم لکھے اور اپنا پیشوا مانے اس کیلئے کیا حکم ہے؟ جواب ہے کہ اگر رافضی کی تعریف حلال اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر کرتا ہے تو وہ مرتد ہو گیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل گئی مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس کا مقاطعہ کریں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے"۔ (الجوابات السنیہ: ص ۳۲)

ڈیروی صاحب! کاش کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر اس قسم کے الزامات لگانے سے پہلے اپنے گھر میں جھانک لیتے۔ ڈیروی صاحب کہتے ہیں کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مسٹر جناح کو کافر کہا اور مسلم لیگ میں شمولیت کو حرام کہا اس پر ہم سوائے اس کے اور کیا کہہ سکتے ہیں کہ لعنة الله على الكاذبين.

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ خود ڈیروی صاحب کے اکابر ساری زندگی مسٹر جناح کو کافر، مرتد اور لیگ میں شرکت حرام ہے کہ فتوے دیتے رہے چند حوالے ملاحظہ ہوں:

مولوی ابوطاہر طیب دانا پوری نے جناح صاحب کے بارے میں یہ الفاظ تحریر فرمائے ہیں:

(الف) "اور مسٹر جناح ان کا قائد اعظم ہے، اور صرف انھیں دو کفروں پر اکتفا کرتا تو قائد اعظم کی خصوصیت ہی کیا رہتی؟ لہٰذا وہ اپنی اسپیچوں، اپنے لیکچروں میں نئے نئے کفریات قطعیہ بکتا رہتا ہے" (تجانب اہل سنت: ص 119)

(ب) "بہ حکم شریعت مسٹر جناح اپنے ان عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً "مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ جو شخص اس کے کفر پر مطلع ہونے کے بعد اس کو مسلمان جانے یا اس کے کافر و مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر کہنے میں توقف کرے وہ بھی کافر و مرتد اور شرالانام اور بے توبہ مرا تو مستحق لعنت۔ (تجانب اہل سنت صفحہ 122)

(ج) مظہر اعلیٰ حضرت مولانا حشمت علی خاں اپنے فتاویٰ جات میں فرماتے ہیں:

"رہا مطالبہ پاکستان یعنی تقسیم ملک اتنا لیگیوں کا، اتنا ہندوؤں کا، اس صورت میں احکام کفر ملک کے بڑے حصے میں لیگیوں کے زور سے جاری ہوں گے کہ وہی اس تقسیم پر راضی اور اسکے طالب ہیں۔ احکام کفر پر سخت بے دینی ہے" (اجمل انوار رضا صفحہ 3)

(ج) یہ مسلم لیگ نہیں مظلم لیگ ہے (تجانب اہل سنت: ص 112)

(ح) مسلم لیگ کا دستور کفریات وضلالات پر مشتمل ہے (تجانب اہل سنت: ص 118)

(د) ابوالبرکات سید احمد اپنے ایک فتوے میں مسٹر جناح اور لیگ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

اگر رافضی کی تعریف حلال سمجھ کر اور جناح کو اس کا اہل سمجھ کر تعریف کرتا ہے تو وہ شخص مرتد ہو گیا اس پر تجدید ایمان ونکاح لازم ہے۔۔۔۔ لیگ کے ساتھ کسی بھی قسم کا تعاون جائز نہیں اس میں شمولیت حرام ہے۔ اس لئے کہ لیگ مرتدین کی جماعت ہے

یہ فتویٰ "الجوابات السنیہ" کے آخر میں موجود ہے۔

(ہ) احمد رضا خان صاحب کے مرشد گھرانہ اور درگاہ مارہرہ کی اہم شخصیت اولاد رسول محمد میاں مارہروی نے ۱۹۳۹ء میں ایک کتاب لکھ کر شائع کی جس کا نام "مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری" ہے اس میں مسٹر جناح کو دوزخ کا کتا تک لکھتے ہیں اصل عبارت ملاحظہ ہو:

بدمذہب جہنمیوں کے کتے ہیں کیا کوئی مسلمان اور سچا ایمان والا کسی کتے اور وہ بھی دوزخیوں کے کتے کو اپنا قائداعظم، اپنا سب سے بڑا پیشوا اور سردار بنانا پسند کرے گا؟ (مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری: ص ۲۴)

جناب زین العابدین ڈیروی کو دعوت فکر ہے کہ ان کے اکابر کے یہ ارشادات (یہاں چند بیان ہوئے ہیں، باقی کے لیے اصل کتب کی طرف مراجعت کی جائے) جن میں جناح کو کافر، نیچری، جہنم کا کتا، رافضی، مرتد وغیرہ کہا گیا ہے، ان کے کفر میں شک کرنے والوں کو بھی کافر کہا گیا ہے، تو کیا آپ نے ان کے کفر میں شک کر کے "قائداعظم محمد علی جناح رحمہ اللہ علیہ" تحریر فرما کر اپنے اکابر کے فتاویٰ کا حکم اپنے اوپر نہیں لگا لیا؟ اگر جواب اثبات میں ہے جیسا کہ ہونا چاہیے تو یہ اپنے اکابر کی عظمت ہو گی، قبول کر لیجیے۔ اور اگر جواب نفی میں ہے تو اپنے اکابر سے بغاوت ہو گی، باغی کی بات پر التفات کرنا ویسے ہی بے معنیٰ ہے۔ اس لئے کہ جس نے اپنے اکابر کے ارشادات کو پیش نظر نہ رکھا، ان کی مخالفت کی اور مخالفت بھی ایسی کے دائرہ اسلام سے خارج ہو جانا پسند فرمایا تو (اپنے گمان میں) فریق مخالف کے متعلق آپ کے تبصروں پر التفات کیسے کیا جا سکتا ہے؟ جو اپنے اکابر کی بات نہ سمجھ پایا ہمارے اکابر کی کیا سمجھا ہو گا؟

علمائے دیوبند رحمہم اللہ نے تحریک پاکستان میں حصہ لینے کو کبھی کفر نہیں کہا۔ یہ کفر اور اسلام کا مسئلہ نہیں تھا۔ مسلمانوں کی ایک

جماعت تقسیم ملک کو مسلمانوں کے لیے مضر سمجھتی تھی۔اس جماعت میں اہل بدعت کا ایک ممتاز طبقہ (بریلوی نہیں صرف بدعتی) بھی شامل تھا۔مولوی معین الدین اجمیری،مولوی عبدالماجد بدایونی،مولوی عبدالصمد بدایونی،مولوی عبدالباری فرنگی محلی وغیرہ بھی شامل تھے،مگر نامعلوم ڈیروی صاحب کو غصہ صرف مولانا سید حسین احمد مدنیؒ پر ہی کیوں آرہا ہے کیا اس لئے کہ انہوں نے ''الشہاب الثاقب'' تصنیف کی تھی؟۔

علمائے دیوبند کی ایک جماعت مسلمانوں کے لیے الگ مملکت کے حصول کو فائدہ مند سمجھتی تھی۔اس نے عملاً حصہ بھی لیا،وہ بھی اس جرم کی پاداش میں دائرہ اسلام سے خارج ٹھہرے۔جب دونوں ہی آپ کی نظر میں کافر ہوئے تو پھر آپ کے پاس ہے ہی کیا جس کو اپنا لائحہ عمل قرار دیں؟

کاش ڈیروی صاحب ایک دفعہ تعصب کی عینک اتار کر ایک محقق کی حیثیت سے تاریخ کا مطالعہ کرتے کہ آخر مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ اور ان کے رفقاء نے تحریک پاکستان کی مخالفت کیوں کی؟ آیئے حضرت سید مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہی کی زبانی سنئے کہ ہمارے یہ بزرگ تحریک پاکستان کے مخالف کیوں تھے؟ مخالفت کے اسباب پر بھی غور فرمایئے اور ساتھ ہی پاکستان کے موجودہ حالات کو بھی پیش نظر رکھئے ۲۶ اپریل ۱۹۴۶ء کو دہلی کے اردو پارک میں پانچ لاکھ کے مجمع سے حضرت شاہ جی نے جو تاریخی خطاب فرمایا اس کے صرف دو اقتباس ملاحظہ فرمائیں جو ان حضرات کے موقف کا خلاصہ ہے،

(الف) اس وقت آئینی اور غیر آئینی دنیا میں یہ بحث چل رہی ہے کہ آیا ہندوستان میں مسلم اکثریت کو ہندو اکثریت سے جدا کر کے برصغیر کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائے؟قطع نظر اس سے کہ اس کا انجام کیا ہوگا؟ مجھے پاکستان بن جانے کا اتنا ہی یقین ہے جتنا اس بات پر کہ صبح کو سورج مشرق سے طلوع ہوگا،لیکن یہ وہ پاکستان نہیں بنے گا جو دس کروڑ مسلمانوں کے ذہنوں میں موجود ہے اور جس کے لئے آپ بڑے خلوص سے کوشاں ہیں ان مخلص نوجوانوں کو کیا معلوم کہ کل ان کے ساتھ کیا ہونے والا ہے؟بات جھگڑے کی نہیں سمجھنے اور سمجھانے کی ہے،لیکن تحریک کی قیادت کرنے والوں کے قول و فعل میں بلا کا تضاد اور بنیادی فرق ہے اگر آج مجھے کوئی اس بات کا یقین دلا دے کہ کل کو ہندوستان کے کسی قصبے کی گلی میں یا کسی شہر کے کسی کوچے میں حکومتِ الٰہیہ کا قیام اور شریعت اسلامیہ کا نفاذ ہونے والا ہے تو رب کعبہ کی قسم میں آج ہی اپنا سب کچھ چھوڑ کر آپکا ساتھ دینے کیلئے تیار ہوں۔

لیکن یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ جو لوگ اپنی اڑھائی من کی لاش اور چھ فٹ کے قد پر اسلامی قوانین نافذ نہیں کر سکتے جن کا اٹھنا بیٹھنا،جن کی وضع قطع،جن کا رہن سہن،بول چال،زبان و تہذیب،کھانا پینا،لباس وغیرہ غرض کوئی چیز بھی اسلام کے مطابق نہ ہو وہ دس کروڑ انسانی آبادی کے ایک قطعہ زمین پر اسلامی قوانین کیسے نافذ کر سکتے ہیں؟ یہ ایک فریب ہے اور میں یہ فریب کھانے کیلئے تیار نہیں۔

ہندو اپنی مکاری اور عیاری سے پاکستان کو ہمیشہ تنگ کرتا رہے گا،اسے کمزور بنانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا،اس تقسیم کی بدولت آپ کے دریاؤں کا پانی روک دے گا،آپ کی معیشت تباہ کرنے کی کوشش کرے گا آپ کی یہ حالت ہوگی کہ بوقت ضرورت مشرقی پاکستان

مغربی پاکستان کی اور مغربی پاکستان مشرقی پاکستان کی کوئی مدد کرنے سے قاصر ہوگا۔ اندرونی طور پر پاکستان میں چند خاندانوں کی حکومت ہوگی اور یہ خاندان زمینداروں، سرمایہ داروں اور صنعت کاروں کے خاندان ہونگے۔ امیر دن بدن امیر تر ہوتا چلا جائے گا اور غریب غریب تر۔

(روزنامہ الجمعیہ دہلی، ۲۸ اپریل ۱۹۴۶)

اسی طرح مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ:

(ب) اس زمانے میں پاکستان کی تحریک زبان زد عوام ہے، اگر اس کا مطلب اسلامی حکومت علی منہاج النبوۃ مسلم اکثریت والے صوبوں میں قائم کرنا ہے تو ماشاء اللہ نہایت مبارک اسکیم ہے۔ کوئی بھی مسلمان اس میں گفتگو نہیں کرسکتا، مگر بحالت موجودہ یہ چیزیں متصور الوقوع نہیں۔ اور اگر اس کا مقصد انگریز کی حکومت کے ماتحت کوئی ایسی حکومت قائم کرنا ہے جس کو مسلم حکومت کو نام دیا جاسکے تو میرے نزدیک یہ اسکیم محض بزدلانہ اور سفیہانہ ہے، اور ایک طرف برطانیہ کیلئے ڈیوائیڈ اینڈ رول کا موقع بہم پہنچا رہی ہے، اور یہی عمل برطانیہ نے ہر جگہ جاری کر رکھا ہے۔ (علماء حق اور ان کے مجاہدانہ کارنامے: ج ا ص ۳۶۲)

غرض ان علماء کے پیش نظر مستقبل کے یہ حالات تھے اور جو اس وقت خدشات تھے وہ آج اظہر من الشمس ہیں جس کی وجہ سے انہوں نے تقسیم کی حمایت نہیں کی۔

ڈیروی صاحب! انصاف کی نظر سے آج پاکستان کے حالات دیکھ کر بتایئے کہ کیا یہ وہی پاکستان ہے جس کیلئے مسلمانوں سے قربانیاں مانگی گئیں؟؟؟ جہاں آج تک اسلامی قوانین کے نفاذ کے مطالبے کیئے جا رہے ہیں۔۔ جہاں نہ اسلام محفوظ نہ مسلمان محفوظ۔۔۔ مدارس کو دہشت گردی کے مراکز بتلایا جا رہا ہے علماء کو دہشت گرد باور کرایا جا رہا ہے۔۔۔ حدود قوانین کا مذاق چوراہوں پر اڑا کر انہیں کالعدم کردیا جاتا ہے۔۔ جہاں ناموس رسالت ﷺ کے قوانین کو ختم کرنے کے پلان بنائے جا رہے ہیں۔ جہاں نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت جیسے مسئلہ کو حل کرنے کیلئے ۲۵ سال لگ گئے اور دس ہزار مسلمانوں نے قربانیاں دیں۔۔ جہاں کسی مسلمان کی عزت و آبرو محفوظ نہیں۔۔ بیت المال کو باپ کی جاگیر سمجھ کر لوٹا جا رہا ہے۔۔ جہاں ہر طرف لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ جہاں ملک کو بلوچ پختون پنجابی سرائیکی اور نہ معلوم کس کس کے نام پر تقسیم کیا جا رہا ہے۔۔۔ جہاں کے صدر سے لیکر معمولی وزیر کو قرآن کی کوئی ایک سورت درست طریقے سے پڑھنے نہیں آتی۔۔۔ کیا یہی وہ پاکستان ہے جس کیلئے یہ نعرہ لگایا گیا تھا کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الہ الا اللہ۔۔۔۔؟؟؟؟

ڈیروی صاحب کو یہ گلہ ہے کہ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم لیگ کی حمایت کیوں نہیں کی؟ اس کے ساتھ مل کر تحریک کیوں نہ چلائی؟ مگر کاش ڈیروی صاحب اعتراض سے پہلے ان عوامل پر بھی غور فرمالیتے جس کی وجہ سے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کو مسٹر جناح سے اپنے راستے جدا کرنے پڑے۔ تاریخ کے ایک طالب علم کی حیثیت سے فقیر وہ چند عوامل یہاں نقل کر رہا ہے جس کی وجہ سے مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ مسلم لیگ سے بیزار ہو گئے تھے:

(الف) ۱۹۳۶ء کے صوبائی الیکشن میں لیگ نے مختلف جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی کوشش کی اور اس سلسلے میں جمعیت علمائے ہند سے بھی اتحاد کی درخواست کی جمعیت کے ذمہ دار اس شرط پر اتحاد کیلئے تیار ہوگئے کہ مسلم لیگ میں موجود انگریز پرست، رجعت پسند اور خوشامدی ٹولے کو نکالا جائے مسٹر جناح نے مکمل آمادگی کے ساتھ اس بات کا عہد کیا کہ الیکشن کے بعد وہ ایسے تمام لوگوں کو لیگ کی صفوں سے باہر کردیں گے اور اگر وہ ایسا نہ کرسکے تو وہ لیگ چھوڑ کر آزاد جماعتوں میں شامل ہوجائیں گے، مگر افسوس کہ مسٹر جناح نہ تو سرکار پرست ٹولے کو لیگ سے علیحدہ کرسکے نہ خود لیگ سے علیحدہ ہوئے۔ چنانچہ خود مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''مسٹر جناح نے ۱۹۳۶ء کے الیکشن کیلئے جمعیت علماء ہند سے اتحاد وتعاون چاہا۔ وہ زمانہ ولنگٹن کی حکومت کا تھا اور آزادی خواہ جماعتوں کی پر ہر قسم کی غیر قانونی جدوجہد پر سخت قسم کی قانونی پابندیاں عائد تھیں۔ مسٹر جناح نے چند گھنٹے ہم سے گفتگو کی اور درخواست پر زور دیا اور کہا کہ میں ان رجعت پسندوں سے عاجز آگیا ہوں اور ان کو رفتہ رفتہ لیگ سے الگ کرکے آزاد خیال اور ترقی پسند لوگوں کی جماعت بنانا چاہتا ہوں، تم لوگ اس میں داخل ہوجاؤ۔ ہم لوگوں نے عرض کیا: اگر آپ ان کو خارج نہ کرسکے تو کیا ہوگا؟ فرمایا: اگر میں ایسا نہ کرسکا تو تم لوگوں میں آجاؤں گا اور لیگ چھوڑ دوں گا۔

(مکتوبات شیخ الاسلام)

(ب) مسلم یونٹی بورڈ میں جناح نے واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ ہر قسم کے مذہبی معاملات میں ہر فیصلہ جمعیت علمائے ہند کی رائے کے مطابق ہوگا بصورت دیگر میں لیگ چھوڑ دوں گا۔ مگر ایسا نہ ہوسکا۔ سید طفیل احمد صاحب لکھتے ہیں کہ:

اس کے بعد (یعنی مرکزی اسمبلی کے انتخابات کے بعد) جبکہ صوبوں کی اسمبلیوں کے انتخابات کا وقت آیا تو شروع ۱۹۳۶ء میں یونٹی بورڈ کے مجلس عاملہ نے دہلی میں ایک اجلاس منعقد کیا۔ اس میں مسٹر جناح کی طرف سے مسٹر عبدالمتین چوہدری نے کہا کہ بجائے یونٹی بورڈ کے مسلم لیگ کے نام سے الیکشن لڑا جائے اور اس پرانی جماعت کو مضبوط کیا جائے۔ دوسرے روز قرول باغ میں مولانا شوکت علی کے مسکن اس بارے میں مفصل مشورہ ہوا جس میں یونٹی بورڈ، مسلم لیگ، جمعیت کے خاص خاص اراکین شامل تھے۔ اس میں بحث آئی کہ جو لوگ اپنا مسلک کامل آزادی میں رکھتے ہیں وہ مسلم لیگ کے ممبر کس طرح بن جائیں؟ اس پر مسٹر جناح نے کہا کہ جو لوگ آگے ہیں ان کا پیچھے والوں کے ساتھ شامل ہوجانا کوئی قابل اعتراض عمل نہیں ہے۔ ہم لوگ آپ کے پیچھے چلیں گے اس وقت حاضرین میں سے ایک صاحب نے کہا آپ ۱۹۲۰ میں بھی ہمارے ساتھ تھے اب اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ آپ آئندہ بھی ہمارے ساتھ رہیں گے؟ اس پر مسٹر جناح نے کہا نہیں! میں اب ساتھ سے نہیں ہٹوں گا اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا میں آزادخواہ طاقتوں کی حمایت کروں گا، خود غرض، سرکار پرستوں، اور سرکاری عنصر کو مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ میں نہ لوں گا۔۔۔ اور مذہبی معاملات میں ہر فیصلہ علماء ہند کی رائے کے مطابق کروں گا۔ اگر اس سے معذور رہا تو مسلم لیگ چھوڑ کر آزادی خواہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر کام کروں گا۔ ان معاہدوں کے بعد قرار

پایا کہ بجائے مسلم لیگ کے مسلم لیگ پارلیمنٹری بورڈ الیکشن کی غرض سے قائم کیا جائے گا جس میں تمام مسلم جماعتیں شریک ہوں۔
(روح روشن مستقبل ص ۱۲۷،۲۸)

مگر افسوس کہ لیگ نے الیکشن کے بعد اپنے ان وعدوں سے ہمیشہ کی طرح انحراف کیا اور جماعت سے اس قسم کے لوگوں کو نہ نکالا تفصیل کیلئے ،مکتوبات شیخ الاسلام: ج ا،ص ۳۶۱ کا مطالعہ فرمائیں۔

اس کے علاوہ جمعیت علماء ہند کی طرف سے اسمبلی میں جو شریعت۔قاضی بل اور دیگر مختلف بل پیش کیے گئے لیگ نے ان کی سخت مخالفت کی۔

۱۹۳۵ء کے حکومتی ایکٹ کو ہندوستان کی تمام جماعتوں نے ناقص ایکٹ قرار دیا اور اس کے نفاذ کے دن مکمل ہڑتال کی مگر لیگ نے حکومتی ایماء پر اس ہڑتال کی مکمل مخالفت کی۔

اسی طرح لیگ نے جمعیت کے سامنے یہ مطالبہ بھی پیش کیا کہ اس کے جو ارکان کانگریس کے ممبر ہیں وہ کانگریس سے استعفیٰ دے کر مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں اور اس کے فیصلوں پر عمل کریں ،جس کے جواب میں جمعیت نے کہا کہ اگر جناح برطانیہ حکومت کے سامنے آزادی کامل کا مطالبہ رکھتی ہے اور حکومت کے منظور نہ کرنے کی صورت میں لیگ جارحانہ اقدام کا وعدہ کرتی ہے تو اس کے بارے میں سوچا جا سکتا ہے۔جس پر جناح نے ان دو شرائط پر عمل درآمد کرنے سے صاف انکار کر دیا۔(مدینہ،۱۳ مارچ ۱۹۴۰)

یہ وہ چند عوامل تھے جس کی وجہ سے جمعیت لیگ کے ان مار آستینوں کو بار بار ڈسنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھی ،جس کے جواب میں لیگیوں نے دن رات جمعیت اور ان کی ہم نوا جماعتوں کے خلاف پروپیگنڈا کا طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا۔

مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا اختلاف اگر لیگ سے تھا تو وہ صرف اور صرف اصول اور لیگ کے غیر مناسب اور غیر سنجیدہ رویے کی وجہ سے تھا چنانچہ لیگی رہنما چوہدری خلیق الزماں صاحب لکھتے ہیں کہ۔

''باوجود ان اختلافات کے جمعیۃ العلماء ہند نے دین کے نام سے کبھی مسلم لیگ کی مخالفت نہیں کی''۔
(مودودیت ایک عذاب،ص ۴)

ڈیروی صاحب کو اصرار ہے کہ مسٹر جناح آزادی اور دو قومی نظریے کے علمبردار تھے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مسٹر جناح خود ''ہندو مسلم اتحاد'' کے ''پیامبر'' کے نام سے جانے جاتے تھے۔مولوی عبدالحکیم اختر شاہجہاں پوری لکھتے ہیں کہ۔

''ان دنوں محمد علی جوہر، محمد علی جناح ،ڈاکٹر اقبال مرحوم جیسے بیدار مغز لیڈر بھی ہندو مسلم اتحاد کی پرزور حمایت کر رہے تھے''۔
(سیرت امام احمد رضا: ص ۱۱)

۱۹۱۶ء میں مسلم لیگ نے کانگریس کے ساتھ اس وقت میثاق لکھنو کا معاہدہ کیا جب مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ابھی عملی سیاست میں پورے طور پر آئے بھی نہ تھے۔یہی میثاق مختلف انداز سے مسلم لیگ کا منشور رہا۔اس میثاق کے ذریعہ مسلم اکثریتی علاقوں

میں کس طرح مسلمانوں کے حقوق کا خون کیا گیا؟ یہ تاریخ کے کسی بھی طالب علم سے مخفی نہیں۔ یاد رہے کہ اس کمیٹی کی سربراہی ایک ہندو سر سریندر ناتھ نے کی تھی (تاریخ مسلم لیگ، ص ۱۲۷، از مرزا اختر حسین)

(۴) ڈیروی صاحب کو شکوہ ہے کہ "کانگریسی مولویوں" نے گاندھی کو لیڈر بنایا وہ یہاں اپنے ممدوح قائد کے بارے میں بھی کوئی تبصرہ کرنے کی جرات کریں گے، جو ایک ہندو کی صدارت میں معاہدے کرتے ہیں۔

مسٹر جناح صاحب پر تو "ایک قومی نظریئے" کا ایسا بھوت سوار تھا کہ اپنے ایک خطبہ صدارت میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ،

"ہندوستان ہی ہم سب کی پہلی اور آخری منزل ہے"۔ (تاریخ مسلم لیگ، ص ۱۳۵)

ڈیروی صاحب کی جماعت کے مفتی اعظم ہند مولوی مصطفیٰ رضا خان صاحب لکھتے ہیں کہ؛

مسلم لیگ جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہ اب چند روز ہوئے کانگریس سے جدا ہوئی ہے جب کہ کانگریس اپنے نشہ کامیابی سے مخمور تھی اور اس نے نہایت بری طرح ان بعض افراد کے جنہوں نے مسلم لیگ نام رکھ لیا ہے بعض مطالبات کو ٹھکرا دیا اور ان کی ایک نہ سنی ذرا بھی التفات نہیں کیا۔ اور گمان غالب ہے کہ جب کانگریس کا نشہ ہرن ہوگا اور وہ مسلم لیگ کے ان مطالبات کو مان لے گی تو مسلم لیگ پھر کانگریس میں منضم و مدغم ہو جائے گی آج یہ افراد جنہوں نے مسلم لیگ گویا ایک جماعت کا نام جو بھول بسر چکا تھا رکھ لیا ہے ان کی کہی کہہ رہے ہیں۔ خیر اب بعد خرابی بسیار اب اگر آنکھیں کھلی ہیں مبارک ہو خدا کرے کھلی رہیں مگر جب کہ وہ ایک ایسی جماعت ہے جو غیر سنی ہی نہیں ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو نام اسلام ہی رکھتے ہیں تو اس کی رکنیت و شرکت کی تو شرعاً اجازت نہیں ہو سکتی۔

(فتاویٰ مصطفویہ، ص ۵۰۰)

آپ کے مولوی مصطفیٰ رضا خان نے یہ فتویٰ ۱۹۳۷ء میں دیا، گویا ۳۷ء تک مسلم لیگ کانگریس کی حمایتی و معاون رہی، مگر نزلہ پھر بھی مولانا حسین احمد مدنی پر؟ ۳۷ء کے بعد یہ جدا ہوئی مگر کسی اصول یا دو قومی نظریہ کی بنیاد پر نہیں بلکہ اپنے مفادات کی وجہ سے اور جیسے ہی یہ مفادات کانگریس پورے کر دے گی مسٹر جناح پھر "کانگریسی" ہو جائیں گے۔۔۔

دوسری جنگ عظیم کے بعد انگریز مسلسل کمزور ہو رہا تھا۔ اس نے محسوس کر لیا تھا کہ ہندوستان کی تمام قومیں متحد و متفق ہو چکی ہیں۔ انگریز نے آزادی کا مطالبہ کرنے والوں کو اول تو بدنام کرنا شروع کیا۔ کانگریس کے خلاف تو یہ پروپیگنڈا کیا کہ یہ مسلمانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑ رہی ہے اور جمعیت علمائے ہند کو "کانگریسی ملاؤں" کا خطاب دیا گیا حتیٰ کہ آپ کے یہی مصطفیٰ رضا خان تو یہاں تک کہتے ہوئے نہ شرمائے کہ ان ملاؤں نے مسٹر گاندھی کو "نبی بالفعل" مان لیا ہے۔۔۔ معاذ اللہ۔۔۔ فالی اللہ المشتکی۔۔

مگر اس سب کے باوجود بھی جب ان آزادی پسندوں کے حوصلے پست نہ ہوئے تو انگریز نے اپنے پرانے اصول یعنی "تقسیم کرو اور حکومت کرو" کے تحت ہندوستان کی تقسیم کا منصوبہ بنایا اور مسٹر جناح نے اس پر عمل کرتے ہوئے اچانک ۱۹۴۰ میں ایک الگ مملکت کا مطالبہ کر دیا۔

یہ بھی یاد رہے کہ آپ کے مفتی صاحب مسلم لیگ میں شمولیت کے حرام ہونے کے فتوے دے رہے ہیں، مگر آج ابن الوقتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہ معلوم کیوں فخر سے اس حرام کاری کا اقرار کرتے ہوئے آپ یہ تسلیم کرر ہے ہیں کہ آپ حضرات نے اس جماعت کا بڑھ چڑھ کر ساتھ دیا۔

ڈیروی صاحب نے رئیس احمد جعفری کے حوالے سے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ الزام بھی لگایا کہ وہ مسٹر جناح کی بیوی کو "کافرہ بیوی" کہتے ہیں اس سلسلے میں عرض ہے کہ جعفری صاحبکوئی مستند آدمی نہیں ہیں اس لئے ان کی کوئی بات ہمارے لئے حجت نہیں۔

(۵) ڈیروی صاحب مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر اس وجہ سے بھی بہت پیچ پا ہیں کہ انہوں نے کانگریس کے ساتھ اتحاد کیوں کیا اور کیوں آزادی کی تحریک میں اپنے ساتھ ہندو کو ملایا، حالانکہ حضرت شیخ الاسلام کا کانگریس کے ساتھ اتحاد صرف اسی بنیاد پر تھا کہ انگریز ایک بیرونی غاصب ہے جو ایک بے رحم لٹیرے کی طرح دن رات ہندوستان کو لوٹنے میں مصروف ہے یہ غاصب یہاں کی مذہبی، ثقافتی، تعلیمی، تمدنی، معدنی غرض ہر قسم کی دولت کو لوٹنے اور روایات کو پامال کرنے پر تلا ہوا ہے اس غاصب سے ہندوستان کو آزادی صرف اسی صورت میں مل سکتی ہے کہ ہندوستان کی تمام قومیں اپنی اپنی مذہبی حدود میں رہتے ہوئے آزادی کیلئے مشترکہ جدوجہد کریں چنانچہ مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس اشتراک کیلئے جو اصول وضع کیا تھا وہ یہ تھا:

"ہاں یہ بات میں پہلے کہہ چکا ہوں اور آج پھر کہتا ہوں کہ ان اقوام کی باہمی مصالحت اور آشتی کو اگر آپ اور پائیدار، خوشگوار دیکھنا چاہتے ہیں تو اس کی حدود کو خوب اچھی طرح دل نشین کر لیجئے اور وہ حدود یہی ہیں کہ خدا کی باندھی ہوئی حدود میں ان سے کوئی رخنہ نہ پڑے، جس کی صورت بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ اس صلح آشتی کی تقریب سے فریقین کے مذہبی امور سے کسی ادنیٰ امر کو بھی ہاتھ نہ لگایا جائے اور دنیوی معاملات میں ہرگز کوئی ایسا طریق اختیار نہ کیا جائے جس سے کسی ایک فریق کی ایذ ارسانی اور دل آزاری متصور ہو۔"

اگر مولانا حسین احمد مدنی بقول آپ کے معاذ اللہ ہندو کے ایجنٹ تھے تو کیا وجہ ہے کہ جب بھی اس اصول کو توڑنے کی کوشش کی سب سے پہلے اس کی راہ میں رکاوٹ مولانا کی جماعت ہی بنی چنانچہ شدھی سنگٹن کا مقابلہ کس نے کیا؟؟؟ کانگریس نے جب دستوری فارمولا پیش کیا تو جمعیت علمائے ہند نے اس کے مقابلے میں اپنا دستوری فارمولا پیش کیا۔۔۔ ذبیحہ گاؤ کے خلاف جب ہندو کی طرف سے پارلیمنٹ میں بل پیش کیا جانے لگا تو سب سے پہلے جمعیت کے ناظم عمومی نے اس بل کو روکنے کی درخواست پیش کی، جبکہ اس زمانے میں آپ کے ممدوح لیڈر عوام کو یہ تلقین کررہے تھے کہ

"بقرعید کے موقعہ پر بجائے گائے کے جہاں تک ممکن ہوسکے دوسرے جانور قربان کئے جائیں"۔ (تاریخ مسلم لیگ، ص ۱۷۶، کاروائی اجلاس دوازدہم لیگ، بمقام امرتسر)

کتنی تعجب کی بات ہے کہ ایک قومی نظریے پر اعتراض کرنے والے آج خود پنجابی، پختون، ہزارہ، سرائیکی، بلوچی، سندھی کی تقسیم

میں بنے ہوئے ہیں، جہاں شناختی کارڈ سے لیکر پاسپورٹ تک تمام سرکاری وغیر سرکاری کاغذات پر "پاکستانی" لکھ کر اپنی پہچان کروائی جاتی ہے۔۔۔میں ڈیروی صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کی نظر میں حضرت شیخ الاسلامؒ اس وجہ سے مطعون ہیں کہ انہوں نے ہندو کے ساتھ اتحاد کیا، جبکہ دوسری طرف آپ کے ممدوح قائد شاہ احمد نورانی صاحب کبھی نظام مصطفیٰ تحریک، تو کبھی ختم نبوت تحریک، تو کبھی متحدہ مجلس عمل کی صورت میں اور حال ہی میں آپ کی جماعت کے صاحبزادہ ابوالخیر زبیر نے ناموس رسالت محاذ کی صورت میں ایسے لوگوں سے اتحاد کیا جو آپ کے ممدوح احمد رضا خان کے نزدیک نہ صرف معاذ اللہ مرتد ہیں بلکہ ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے بھی انہی کی طرح مرتد ہیں ڈیروی صاحب! کیا وجہ ہے کہ اگر مختلف ملکی معاملات پر ان سے اتحاد ہو سکتا ہے اور یہ اتحاد بقول آپ لوگوں کے آپ کے قائدین کی سیاسی بصیرت کی دلیل بن جائے کہ انہوں نے مختلف مسالک کو کسی ایک مسئلہ کیلئے ایک پلیٹ فارم پر جمع کر لیا تو ایک ملک کی آزادی کیلئے اس ملک کی قوموں کے ساتھ اتحاد کرنا سیاسی بصیرت اور دوراندیشی کی دلیل کیوں نہیں بن سکتا؟؟؟ کیا صرف اس لئے کہ اس اتحاد کو تشکیل دینے والے نے "الشہاب الثاقب" لکھنے کا جرم کیا تھا؟؟ جس نے آپ کے ممدوح کے رچائے ہوئے ڈرامے کو طشت ازبام کر دیا تھا جواب دیجئے ڈیروی صاحب!۔۔جواب دیجئے۔۔۔!!!

ڈیروی صاحب نے تاریخ کو مسخ کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ دوقومی نظریے کے بانی مولوی مختار المعروف مولوی احمد رضا خان صاحب تھے اور انہی کے اس نظریہ کو بعد میں مسٹر جناح نے اپناتے ہوئے پاکستان کا مطالبہ کیا حالانکہ یہ تاریخ کا بدترین جھوٹ ہے۔ اس لئے کہ خود مولوی احمد رضا خان صاحب "کانگریس" میں شمولیت کا فتویٰ دے چکے تھے چنانچہ مولوی عبدالعزیز لدھیانوی نے کانگریس کی حمایت میں جو پانچ سو علماء سے فتاویٰ جات کو "نصرۃ الابرار" کے نام سے شائع کیا اس پر احمد رضا خان کا تفصیلی فتویٰ کانگریس کی حمایت کا موجود ہے، جس میں سوال نمبر سوم یہ ہے:

جماعت قومی مسمی نیشنل کانگریس جو ہندو وغیرہ سکنائے ہند کے واسطے رفع تکالیف وجلب منافع دنیاوی چند سال سے قائم ہوئی ہے اُن کا اصل اصول یہ ہے کہ بحث اُنہی امور میں جو کل جماعتہائے ہند پر ہوں اور ایسے امر کی بحث سے گریز کیا جائے جو کسی ملت و مذہب کو مضر ہو۔۔ایسی جماعت میں شریک ہونا درست ہے یا نہیں؟ (نصرۃ الابرار: ص ۱۳)

اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

جب معاملات دنیاوی میں شریک ہونا ہندو سے بموجب آیت اور حدیث مذکورہ جواب دوم درست ہوا تو اس مجلس میں شریک ہونا کیونکر منع ہو۔ (نصرۃ الابرار: ص ۱۴)

اگر ڈیروی صاحب کی لائبریری میں یہ فتویٰ موجود نہ ہو تو وہ ہم سے طلب کر سکتے ہیں، دوسروں کو طعنہ دینے والے ڈیروی صاحب کو عبرت حاصل کرنی چاہئے کہ یہاں تو ان کے اپنے قائد "کانگریسی" نکل آئے۔ اس فتوے کے متعلق دور حاضر کے مورخ فاروق قریشی صاحب تحریر کرتے ہیں:

مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کا جنگ آزادی میں کردار سب کو معلوم ہے انہیں انگریز دشمنی وراثت میں ملی تھی ان کا تعلق علماء لدھیانہ کے اس خانوادے کے ساتھ ہے جس میں کئی کئی پشتیں برطانوی سامراج کے خلاف نبرد آزما رہیں ۱۸۵۷ء کے معرکہ میں اس خاندان کے مولانا عبدالقادر لدھیانوی لشکر لے کر بہادر شاہ ظفر کی مدد کو دہلی پہنچے تھے، برطانوی سامراج کے ہندوستانی فرزندوں نے کانگریس میں مسلمانوں کی شمولیت کو از روئے اسلام ناجائز قرار دیا تو علی محمد بھیم جی کے استفسار پر ہندوستان بھر کے پانچ صد علماء حق نے کانگریس میں شمولیت کو از روئے اسلام جائز ٹھہرایا تھا یہ فتویٰ بعد میں نصرۃ الابرار کے نام سے ایک کتابچہ کے نام سے طبع ہوا تھا اس کی ترتیب و تدوین کا کام علماء لدھیانہ کے مولانا شاہ محمد لدھیانوی اور مولانا شاہ عبدالعزیز لدھیانوی نے کیا تھا آپ رشتہ میں مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی کے دادا تھے اس فتویٰ پر مولانا احمد رضا خان بریلوی کے علاوہ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کے خادم اور مسجد نبوی کے امام کے دستخط بھی ثبت ہیں اس فتویٰ کو کانگریس کی تاریخ میں بڑی اہمیت حاصل ہے تمام مورخین نے اس کا ذکر کیا ہے ہندوستان کے صدر جمہوریہ ڈاکٹر راجندر پرشاد نے اپنی تصنیف ہندوستان کی سیاسی تاریخ اور ہندوستان کا مستقبل میں اسے بطور خاص شامل کیا ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور ستمبر ۱۹۸۵ء مضمون تحریک آزادی میں مسلمانوں کا کردار اور بھارت کی احسان ناشناسی)

اسی طرح ''مولوی احمد رضا خان'' نے ۱۹۲۰ء یعنی اپنی وفات سے صرف ایک سال پہلے ہندو کے متعلق جو فتویٰ جاری کیا اس میں بھی ہنود کے متعلق یہی نظریہ اپنایا کہ:

لهم مالنا و عليهم ما علينا

ان کیلئے ہے جو ہمارے لئے اور ان پر ہے جو ہم پر ہے

(رسائل رضویہ، ج ا، ص ۱۸)

تو پھر کیسے یقین کر لیا جائے کہ ''مولوی احمد رضا خان'' دو قومی نظریہ کے بانی تھے؟ حقیقت یہ ہے کہ ''احمد رضا خان'' کی وفات کے ''پچاس سال'' تک کسی سوانح نگار کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آئی کہ ہمارے اعلیٰ حضرت تو دو قومی نظریہ کے بانی اور آزادی کے رہنما تھے ۱۹۷۱ میں پہلی بار پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد بریلوی نے ''فاضل بریلوی اور ترک موالات'' نامی کتاب میں اس بات کا انکشاف کیا کہ دو قومی نظریہ کے اصل بانی تو رضا خان صاحب ہی تھے اور اس وقت سے لیکر آج تک بنا کسی تاریخی شہادت کے بریلوی سوانح نگار یہی راگ الاپ رہے ہیں ڈیروی صاحب نے بھی اسی کتاب کی لکیریں پیٹی ہیں۔۔۔

ہم ڈیروی صاحب سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ کسی مستند تاریخی شہادت سے یہ بات ثابت کریں کہ مسٹر جناح نے اپنی کسی تقریر میں آپ کے فاضل بریلوی کے اس فتوے کا حوالہ دیا ہو جس کی طرف آپ اشارہ کر رہے ہیں اور کہا ہو کہ میں نے دو قومی نظریہ کا عقیدہ اس

فتوے کو پڑھ کر اپنایا ہے۔ کسی ایک مستند تاریخی شہادت سے اس بات کا ثبوت دیں کہ مسلم لیگ نے کبھی اپنے منشور میں اس فتوے کو شامل کیا ہو، جس کی بنیاد پر آپ کی جماعت پچھلے چالیس سال سے یہ جھوٹ بول رہی ہے کہ دوقومی نظریہ کے بانی احمد رضا خان صاحب تھے۔

(۷) ڈیروی صاحب نے مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ سنگین الزام بھی لگایا کہ وہ معاذ اللہ سیکولر ذہن کے آدمی تھے اسی لئے تو ہندو سے اتحاد کیا تھا۔

معاذ اللہ ہمیں تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ڈیروی صاحب یہ مضمون لکھتے ہوئے خدا خوفی سے بالکل بے پرواہ ہو چکے تھے۔ انہوں نے قلم اٹھاتے وقت قسم کھائی تھی کہ اتنا جھوٹ بولو اتنا جھوٹ بولو کہ سچ لگنے لگے۔ اتنا سنگین الزام تو آج تک مدنی صاحب کے بڑے سے بڑے دشمن کو بھی لگانے کی جرات نہ ہوئی ڈیروی صاحب خدا کا خوف کریں ایک دن مرنا ہے، اللہ کے حضور ان کذب بیانیوں کا جواب دینا ہے۔ کاش ڈیروی صاحب اتنا بڑا الزام لگا کر اپنی آخرت برباد کرنے سے پہلے ایک دفعہ جمعیت علمائے ہند کے اغراض ومقاصد پر ہی ایک نظر ڈال لیتے جو یہ ہیں۔

جمعیت علمائے ہند کے اغراض ومقاصد پر ایک نظر ڈالئے:

الف: اسلام، مرکز اسلام (حجاز) جزیرۃ العرب اور شعائر اسلام کی حفاظت، اور اسلامی قومیت کو نقصان پہنچانے والے اثرات کی مدافعت۔

ب: مسلمانوں کے مذہبی اور وطنی ضروریات کی تحصیل وحفاظت۔

ج: علماء کو ایک مرکز پر جمع کرنا۔

د: ملت اسلامی کی شرعی تنظیم اور محاکم شرعیہ کا قیام۔

ہ: شرعی نصب العین کے موافق قوم اور ملک کی کامل آزادی۔

و: مسلمانوں کی مذہبی، تعلیمی، اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی اصلاح اور اندرون ملک حسب استطاعت اسلامی تبلیغ واشاعت۔

ز: ممالک اسلامیہ اور دیگر ممالک کے مسلمانوں سے اسلامی اخوت واتحاد کے روابط کا قیام واستحکام۔

ح: شرعی حدود کے مطابق غیر مسلم برادران وطن کے ساتھ ہمدردی اور اتفاق کے تعلقات کا قیام۔

(جمعیت علماء کیا ہے؟ صفحہ ۱۳ تا ۱۴)

جناب زین العابدین ڈیروی صاحب بتائیں کہ اس کے اغراض ومقاصد میں کونسی بات غیر شرعی ہے؟ آپ کو کونسی بات ایسی لگی جس سے آپ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ معاذ اللہ مولانا سید حسین احمد مدنی سیکولر ذہن کے مالک تھے؟؟؟

دوسروں پر الزام لگانے سے پہلے ذرا اپنے قائد شاہ احمد نورانی کا گریبان پکڑیں جو اپنے کارکنان کو یہ تلقین کرتے ہیں کہ:

جمعیت علماء پاکستان کے کارکنان سیکولر ازم کو کندھا دیں گے۔ (امام شاہ احمد نورانی، ص ۱۱۹ از علامہ مہر محمد خان)

آپ کو حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ اس لئے سیکولر نظر آتے ہیں کہ انہوں نے آپ کے قائد شاہ نورانی کی طرح روس کی ایجنٹی کر کے کیمونسٹوں کی حمایت نہیں کی؟؟ (ملاحظہ ہو روزنامہ جنگ ۳۰ ستمبر ۱۹۸۷ ایڈیشن فضل کریم صاحب کا بیان)۔

ڈیروی صاحب نے یہ بھی الزام لگایا کہ مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ علامہ اقبالؒ کے بھی دشمن تھے اس لئے کہ انہوں نے اپنی شاعری سے لوگوں کو کانگریس سے برگشتہ کرا کر مسلم لیگ میں شامل کرالیا اور دو قومی نظریہ کے زبردست حامیوں میں سے تھے۔

حالانکہ ڈیروی صاحب کے علم میں ہونا چاہئے کہ یہ وہی علامہ اقبال ہیں جو مسٹر گاندھی کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں:

گاندھی جی سے ایک روز یہ کہتے تھے مالوی	کمزور کی کمند ہے دنیا میں نارسا
نازک یہ سلطنت صفت برگ گل نہیں	لے جائے گلستان سے اڑا کر جسے صبا
گاڑھا ادھر ہے زیب بدن اور ادھر زرہ	صرصر کی رہگزار میں کیا عرض تو تیا
پس کر ملے گا گرد رہ روزگار میں	دانہ جو آسیا سے ہوا قوت آزما
بولا بات سن کہ کمال وقار سے	وہ مرد پختہ کار وحق اندیش و باصفا
خارا حریف سعی ضعیفاں نمی شود	صد کوچہ ایست در بن دنداں خلال را

(ذکر اقبال: ص ۱۱۲)

پروفیسر حامد حسن علی گڑھ یونیورسٹی نے ۱۵/ اکتوبر ۱۹۸۴ روزنامہ جنگ لندن میں اپنے مضمون "اقبال پاکستان کے مخالف تھے" میں اقبال کے تین چار خط شائع کئے جس میں واضح طور پر یہ بات ہے کہ اقبال کے نزدیک مسلمانوں کا علیحدہ سلطنت کا مطالبہ بے ہودہ ہے اور محمد علی جناح کی مسلم لیگ غلطی پر ہے۔

پھر بھی وہ علامہ اقبال ہیں جو مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کہتے ہیں کہ:

"مولانا حسین احمد مدنیؒ کی حمیت دینی کے احترام میں میں ان کے کسی عقیدت مند سے پیچھے نہیں ہوں"۔

(اقبال کا ذہنی ارتقاء، ص ۲۰۵)

مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر اس حوالے سے دشنام طرازیاں کرنے سے پہلے اپنے گھر کی خبر لے لیتے جہاں آپ کی جماعت کے مولوی دیدار علی شاہ نے اقبال کی معروف نظم شکوہ جواب شکوہ پر یہ فتویٰ لگایا

جب تک ان کفریات کے قائل (علامہ اقبال) توبہ نہ کرے اس سے ملنا جلنا تمام مسلمان ترک کر دیں ورنہ سخت گناہ گار ہونگے۔

(ذکر اقبال: ص ۱۲۹، سرگزشت اقبال: ص ۱۶۱)

اسی طرح مولوی طیب دانا پوری بریلوی نے بھی اپنی بدنام زمانہ کتاب "تجانب اہلسنت" ص ۲۳۴، سے لیکر ۲۴۳ تک علامہ اقبال

پر کفر کے فتووں کی بھرمار کی ہے۔۔ماضی قریب میں آپ کے مسلک کے حکیم الامت مفتی احمد یار گجراتی کے جانشین مفتی اقتدار خان نعیمی نے علامہ اقبال کے خلاف ایک رسالہ "تنقیدات اقتدار بر نظریات اقبال" کے نام سے لکھا اس میں سے چند فتوے ملاحظہ ہوں

اقبال اللہ اور نبیوں کا گستاخ ہے (ص ۱۴۔۲۲،۲۳،۵۲،۵۸)

اقبال نے ساری عمر انگریز نوازی کی (ص ۱۶)

اقبال کو پڑھ کر غیر مسلم کے ذہن میں اسلام اور مسلمان کا جو حلیہ ابھرتا ہے اس کا خمیازہ سب اچھے برے مسلمانوں کو بھگتنا پڑ رہا ہے۔(ص ۲۷)

علامہ اقبال صوفیاء کا دشمن ہے (ص ۳۹)

اقبال ہندو کو کافر نہیں سمجھتا اقبال تفضیلی شیعہ بھی ہے (ص ۵۴)

اقبال مسلمانوں کو مسجدوں سے ہٹا کر مندروں کی طرف لیجانے چاہتے ہیں (ص ۶۴)

یہاں ہم نے صرف چند فتوے نقل کیے ہیں یہ رسالہ آج بھی لاہور کے نعیمی کتب خانے سے دستیاب ہے۔غور فرمائیں جب پاکستان بننے کے بعد اقبال کے بارے میں بریلوی قوم کا یہ تصور ہے تو پاکستان کے وجود میں آنے سے پہلے ان لوگوں نے کیا کیا گل کھلائے ہو نگے؟۔

ڈیروی صاحب نے یہ بھی گلہ کیا کہ ہم پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ ہم نے تحریک پاکستان میں کوئی کردار ادا نہیں کیا۔حالانکہ یہ محض الزام نہیں حقیقت ہے۔ہم نے ماقبل میں کئی فتوے باحوالہ نقل کر دیے کہ آپ کے اکابر نے مسلم لیگ میں شمولیت حرام ہے کہ فتوے دیے اور مسٹر جناح کو مرتد اور اس کی جماعت کو مرتدین کی جماعت کہا۔مزید حوالے بھی ملاحظہ فرمالیں۔تقسیم ہند کے حوالے سے ایک سوال آپ کے رضاخان صاحب کے پاس بھی آیا تھا اس کا جواب وہ دیتے ہیں کہ:

کیا گورنمنٹ تمہا تمھیں ملک دے دیگی کہ اس میں خالص احکام اسلامی جاری کرو یہ تو ممکن نہیں نہ تمہا ان کو ملے۔پھر شرکت رکھو گے یا ملک بانٹ لوگے ایک حصہ میں تم اسلام احکامی جاری کرو ایک میں وہ مذہبی احکام جو تمہاری شریعت کی رو سے احکام کفر ہیں۔بر تقدیر ثانی ظاہر ہے کہ ہندوستان کا کوئی شہر اسلامی آبادی سے خالی نہیں تو ان لاکھوں مسلمانوں پر اپنی شریعت مطہرہ کے خلاف احکام تم نے اپنی کوشش سے جاری کرائے اور اس کے تم ذمہ دار ہو (فتاوی رضویہ: ج ۱۰،ص ۱۵۶)

غور فرمائیں ڈیروی صاحب اکس پر زور طریقے سے تقسیم ہند کی مخالف ہو رہی ہے کہ اس طرح تو ایک حصہ پر اسلامی نظام اور ایک حصہ پر جو ہندوستان کہلائے گا کفر کے احکام تمہاری مرضی ورضا سے جاری ہو جائیں گے،جو خود کفر ہے،اس لئے تقسیم کسی صورت جائز نہیں ہوسکتی۔۔

احمد رضا خان صاحب کے خلیفہ مولوی نعیم الدین مرادآبادی کہتے ہیں کہ:

""چند فاش غلطیاں بھی کیں جن کی بناء پر بقول مولانا حسرت موہانی مرحوم ''لنگڑا پاکستان'' بنا۔""

(حیات صدر الافاضل: ص ۱۹۲)

مفتی وقار الدین بریلوی لکھتے ہیں کہ:

سنی علماء میں سے کوئی بھی مسلم لیگ کا ممبر نہیں بنا اور نہ محمد علی جناح کی قیادت کو قبول کیا۔ (وقار الفتاوی: ج ۱، ص ۸)

ڈیروی صاحب کے پاس تحریک پاکستان میں شمولیت کے حوالے سے کوئی ریکارڈ ہے تو وہ ۱۹۴۵ کی سنی کانفرنس ہے اسی کانفرنس کی کاروائی کو لیکر مختلف بریلوی مورخین عوام کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ دیکھو! ہم نے بھی تحریک پاکستان میں حصہ لیا حالانکہ اس کانفرنس کی حالت خود بریلویوں ہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

حضرت قبلہ عالم (پیر جماعت علی شاہ۔۔۔از ناقل) حق گوئی میں بنہایت بے باک تھے اجلاس سے قبل بنارس پہنچنے سے پہلے کئی مخلص عقید تمند خدمت والا میں عرض کر چکے تھے کہ اس اجلاس میں مسلم لیگ اور مطالبہ پاکستان کی حمایت میں کچھ کہنے سے اجتناب کیجئے اس لئے کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ آپ نے ایسا کیا تو تو جلسے میں سخت ہنگامہ ہوگا۔

چنانچہ شرکائے جلسہ میں سے کئی علماء نے آپ کی مخالفت میں تقریریں کیں۔ جلسے کو درہم برہم کرنے کیلئے شور و غوغا مچا۔ جناح صاحب پر کفر کے فتووں کا اعلان ہوا۔ (سیرت امیر ملت: ص ۴۷۵)

قارئین کرام ہم نے یہاں انتہائی اختصار کے ساتھ ڈیروی صاحب کے مضمون کا جواب دیا ہے ہماری ڈیروی صاحب سے بھی گزارش ہوگی کہ تحریک پاکستان کے حوالے سے اصل حقائق کو ابھی صدیاں نہیں گزریں اس لئے اب بھی بہتری اسی میں ہے کہ ان حقائق کو یہی رہنے دیں۔۔۔ڈیروی صاحب کو اعتراضات کرنے سے پہلے آئینہ دیکھ لینا چاہیے تھا۔ بہر حال اگر ڈیروی صاحب نے ہمارے س جوابی مضمون کے جواب میں بھی پھر کوئی پر فریب مضمون لکھنے کی غلطی کی تو انشاء اللہ ہم اسی طرح جواب کا حق محفوظ رکھتے ہیں کہ

یار زندہ صحبت باقی!

و ما علینا الّلا البلاغ